بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قبرستان کے بیان میں

(1)عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت

عورتوں کے لئے زیارتِ قبور کا حکم

سوال:- ساحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے عورتوں کے لئے زیارت قبور کا حکم دریافت کیا گیا:

جواب:- عورتیں قبروں کی زیارت سے روک دی گئی ہیں۔اس لئے کہ عورتیں زیارت قبور کے سبب اپنی کمزوریوں، گھبراہٹ و بےچینی اور قلت صبر کی وجہ سے نوحہ اور دیگر ممنوع امور کا ارتکاب کرسکتی ہیں،علماء نے اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے'' لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں اور ان کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے''۔(اس کو اہل سنن نے روایت کیا ہے) نیز اس باب میں ابو ہریرہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما سے ممانعت کی حدیثیں منقول ہیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

بعض مؤلفین کا قول''الا النساء'' ''سوائے عورتوں کے''اس سلسلے میں راجح حرمت کا قول ہے کیونکہ اس پر لعنت آئی ہے،اور لعنت مکروہ کام پر نہیں کی جاتی،اور لعنت کا سبب عورتوں کی کمزوری اور بےصبری ہے۔اس کے بعد بھی اگر تم یہ کہو کہ عورتیں بعض اوقات اپنی قلبی کیفیتوں کے لحاظ سے بعض مردوں سے زیادہ قوی ہوتی ہیں اور اس کے برعکس بعض مرد کبھی اقوی ہوتے ہیں،تو اس کا جواب یہ ہے کہ حکم جب اپنی علت اور سبب کے ساتھ معلق ہوتا ہے تو اس کا وجود و عدم برابر ہوتا ہے(یعنی سبب کا پایا جانا اور نہ پایا جانا حکم کے اثبات پر اثر انداز نہیں ہوتا۔مترجم) بعض لوگوں کا گمان ہے کہ حدیث میں''فزوروها'' ''پس تم لوگ قبروں کی زیارت کرو'' کا خطاب عورتوں کو بھی شامل ہے حالانکہ یہ ان کی جہالت اور غلطی ہے،ممانعت کی دو وجہیں ہیں اور ہر ایک کی علت جداگانہ ہے۔زیارت قبور سے منع کا حکم مطلق ہے، پھر علت زائل ہونے کی وجہ سے مردوں کو اس کی اجازت دے دی گئی۔نیز ان زیارتوں میں میت کے احسان اور اس کے لئے دعاء اور خود زیارت کرنے والوں کے لئے یاد آخرت کا فائدہ ہے۔اور عورتوں کو جس علت کی وجہ سے اجازت نہیں دی گئی وہ باقی ہے،پہلی علت ایمان راسخ ہونے اور قدیم بت پرستی کے نتیجہ میں قبروں سے تعلق خاطر ختم ہوجانے کی بناء پر زائل ہوگئی جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ''نهيتكم'' ''میں نے تم لوگوں کو منع کردیا تھا'' جبکہ عورتوں کے حق میں زیارت قبور کی ممانعت کا خاص حکم ایک دوسری علت کی وجہ سے ہے ساتھ خاص ہے اور وہ ان کی کمزوری اور عدم صبر سے متصف ہونا ہے،اور اسی وجہ سے حدیث میں ہے''ارجعن ما زورات غير مأجورات فانكن تفتن الحي وتؤذين الميت'' ''اجر و ثواب سے محروم ہوکر گناہوں کے ساتھ لوٹو، کیونکہ تم عورتیں زندہ شخص کو فتنہ میں ڈالتی ہو اور مردہ کو اذیت پہنچاتی ہو'' زندہ کا فتنہ ظاہر ہے اور خاص کر جوانوں کے لئے،اور مردہ کو اذیت چیخ و پکار اور آہ و بکا سے حاصل ہوتی ہے۔(فتاوی رسائل الشيخ محمد بن ابراهيم ٣/٢٣٧)

کیا عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت مشروع ہے؟

سوال:- ساحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا: کیا عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت مشروع(شریعت سے ثابت شدہ امر) ہے؟

جواب:- ابن عباس،ابو ہریرہ اور حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہم اجمعین کی حدیثوں سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔اور ان حدیثوں کی روشنی میں علماء نے عورتوں کے لئے زیارت حرام قرار دی ہے، کیونکہ لعنت صرف حرام کام پر کی جاتی ہے۔بلکہ اس کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہے،علماء نے ذکر فرمایا ہے کہ جس گناہ پر لعنت یا وعید آئی ہو وہ کبائر میں شمار ہوتا ہے۔لہٰذا صحیح یہ ہے کہ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت کرنا حرام ہے،صرف مکروہ نہیں،اور اس کا سبب واللہ اعلم یہ ہے کہ عام طور پر عورتیں بہت کم صبر کرپاتی ہیں ممکن ہے کہ کبھی ان کا ندب و نیاحت اور اس جیسی دوسری حرکت جو واجب صبر کے منافی ہے،صادر ہوجائے، نیز عورتیں فتنہ کا ذریعہ ہیں،لہٰذا ممکن ہے کہ ان کا قبروں کی زیارت کرنا اور جنازوں کے پیچھے جانا مردوں کو فتنہ میں مبتلا کردے اور کبھی وہ خود مردوں سے فتنہ میں پڑجائیں۔شریعت اسلامیہ جو ایک مکمل شریعت ہے،فتنہ و فساد کے تمام ذرائع کو ختم کرنے کے لئے آئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر رحمت و مہربانی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے،آپ نے فرمایا:''ماتركت بعدي فتنة أضر على الرجال من النساء''''یعنی میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا''اس حدیث کی صحت پر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے،اس وجہ سے مذکورہ فتنہ کا سدّ باب واجب ہوا،عورتوں کو فتنوں سے بچانے ہی کے لئے شریعت مطہرہ نے ان کی بے پردگی، مردوں کے ساتھ نرم لہجے میں گفتگو، غیر محرم کے ساتھ ان کی خلوت نشینی اور بلا محرم سفر کرنے کو حرام قرار دیا ہے،اور یہ تمام چیزیں''سد الذريعه'' کے طور پر حرام کی گئی ہیں، تاکہ ان سے کوئی فتنہ میں نہ پڑے،بعض فقہاء کا یہ کہنا کہ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر صاحبین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی

زیارت، حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہے، بلا دلیل ہے، صحیح یہی ہے کہ منع کا حکم تمام عورتوں اور تمام قبروں کے لئے ہے، حتیٰ کہ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی قبروں کے لئے بھی ہے، دلیلوں کی روشنی میں یہی قول قابل اعتماد ہے۔

البتہ مردوں کے لئے قبروں کی زیارت اور قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت مستحب ہے، لیکن زیارت قبور کی نیت سے باضابطہ سفر کرنا درست نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''زوروا القبور فانها تذکرکم الآخرة'' (مسلم) ''قبروں کی زیارت کرو وہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی''، لیکن اس کے لئے بطور خاص سفر کرنا جائز نہیں ہے، سفر تین مخصوص مساجد کے لئے مشروع ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''لاتشد الرحال الا ثلاثة مساجد : المسجد الحرام ومسجد هٰذا والمسجد الاقصٰی'' (متفق علیه) ''کجاوہ نہ کسا جائے (کنایہ ہے سفر سے) مگر تین مساجد کی زیارت کے لئے، مسجد حرام اور میری یہ مسجد (مسجد نبوی مدینہ طیبہ) اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)

لیکن مسلمان جب مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے تو اس زیارت میں من حیث التبع (ضمناً) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر کی زیارت، آپ کے صاحبین، شہداء احد اور اہل بقیع کی قبروں اور مسجد قبا کی زیارتیں داخل ہوں گی، لیکن یہ تمام زیارتیں سفر مخصوص کے بغیر ہوں گی، لہٰذا کوئی صرف قبروں کی زیارت کے ارادے سے سفر نہ کرے۔ جب مدینہ میں موجود ہو تو اس کے لئے قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صاحبین کی قبروں، اہل بقیع اور شہداء احد کی قبروں کی زیارت اور مسجد قبا کی زیارت مشروع ہوگی، لیکن صرف مذکورہ قبور کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کرنا علماء کے دو اقوال میں سے صحیح قول پر جائز نہیں ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''لاتشد الرحال الا الیٰ ثلاثة مساجد'' ''کجاوہ نہ کسا جائے مگر تین مساجد کی زیارت کے لئے''۔

البتہ جب مسجد نبوی کی زیارت کے لئے سفر کرے تو قبر شریف اور دیگر قبروں کی زیارت اس کے تابع ہوگی، پس جب آدمی مسجد نبوی میں پہنچے اور جتنی نمازیں میسر ہوں ادا کر چکے تو پھر اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور صاحبین کی قبروں کی زیارت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور آپ کے لئے دعا کرے، پھر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجے اور ان کے لئے دعا کرے، پھر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام بھیجے اور دعا کرے۔ اسی طرح کرنا سنت ہے، اور یہی دیگر قبروں کا معاملہ ہے، مثلاً اگر کوئی شخص دمشق یا قاہرہ یا ریاض یا کسی اور شہر کا سفر کرے تو اس کے لئے ایسی قبروں کی زیارت جس کے مکین مسلمان ہوں، اپنی موعظت اور میت کے لئے دعا، رحمت ومغفرت کی خاطر مستحب ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''زوروا القبور فانها تذکرکم الآخرة'' ''تم لوگ قبروں کی زیارت کرو، وہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی''، زیارت قبور کا یہی طریقہ بغیر شدّ رحال کے مسنون ہے۔

لیکن زیارت کرنے والے اللہ کے سوا ان اصحاب القبور سے مانگنے اور سوال کرنے کے لئے ان کی قبروں کی ہرگز زیارت نہ کریں، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر حرام کیا ہے، اللہ کا ارشاد ہے: ''وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا'' (الجن: ۱۸) ''اور بلاشبہ مسجدیں صرف اللہ ہی کے لئے خاص ہیں پس اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پکارو'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴾ (الفاطر: ۱۳، ۱۴) ''وہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے، جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی پر پڑی ہوئی جھلی اور چھلکے کے بھی مالک نہیں، اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کر سکتے بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کریں گے، اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا دیا کہ بندوں کا مُردوں کو پکارنا اور ان سے سوال کرنا، اللہ عزّ وجل کے ساتھ شرک اور غیر اللہ کی عبادت ہے، لہٰذا مسلمان پر واجب ہے کہ اس سے پرہیز کرے اور علماء پر واجب ہے کہ ان امور کو لوگوں سے بیان کریں تاکہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے بچ سکیں، کیونکہ عامۃ الناس میں سے بہت سے لوگ جب ایسے لوگوں کی قبروں سے گذرتے ہیں جن کی وہ تعظیم کرتے ہیں تو ان سے فریاد کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں ''اے فلاں! المدد، اے فلاں! ہماری فریاد رسی کیجئے، ہماری مدد کیجئے اور ہمارے مریض کو شفا دیجئے'' حالانکہ یہ شرک اکبر ہے۔ والعیاذ باللہ۔ یہ تمام چیزیں اللہ عزوجل سے طلب کرنی چاہئیں، نہ کہ مُردوں سے اور ان کے علاوہ کسی دوسری مخلوق سے۔ البتہ زندہ شخص سے صرف ایسی چیز طلب کی جاسکتی ہے جس پر وہ قادر ہو، جبکہ وہ آپ کے موجود ہو اور آپ کی بات بھی سن رہا ہو، یا آپ خط یا ٹیلیفون یا دوسرے کسی ذریعہ سے اس کو اپنی حاجت سے آگاہ کریں، ساتھ ہی آپ کی حاجت کا تعلق ظاہری اور حسّی امور سے ہو جس کی تکمیل پر وہ قدرت رکھتا ہو، آپ اسے ٹیلی گرام بھیجیں یا خط لکھیں یا ٹیلیفون سے بات کریں وہ آپ کے مکان کی تعمیر میں مدد کرے یا کھیتی باڑی کی اصلاح میں معاون بنے، کیونکہ آپ کے اور اس شخص کے درمیان جس سے آپ مدد کے طالب ہیں، کسی قدر جان پہچان یا رشتہ تعاون پہلے سے قائم ہے، اور ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ﴾ (القصص: ۱۵) ''پس اس سے (موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام) سے ایک ایسے شخص نے جو اس کے رفیقوں میں سے تھا ایک ایسے شخص کے خلاف جو اس کے دشمنوں میں سے تھا فریاد کی''

لیکن آپ کسی میت یا شخص غائب یا جمادات مثلاً بتوں سے کسی مریض کے لئے صحت یابی دشمنوں کے خلاف مدد یا ایسی ہی دوسری چیزیں طلب کریں تو یہ شرک اکبر ہوگا، اسی طرح آپ کا کسی زندہ اور موجود شخص سے ایسی چیز طلب کرنا جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی قادر نہیں، اللہ کے ساتھ شرک کرنا سمجھا جائے گا، کیونکہ شخص غائب کو بغیر حسّی آلات کے پکارنے کا مطلب یہ اعتقاد رکھنا ہے کہ وہ غیب جانتا ہے یا آپ کی پکار کو دور سے سنتا ہے اور یہ اعتقاد باطل ہے جو اس قسم کے اعتقاد رکھنے والے کے کفر کو ظاہر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل: ۶۵) ''آپ کہہ دیجئے کہ آسمان والوں میں سے اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا''۔ یا آپ جس کو پکارتے ہیں اس کے متعلق یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کو کوئی بھید حاصل ہے

جس کے ذریعے وہ کائنات میں تصرف کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے محروم کر دیتا ہے جیسا کہ بعض جہلا ایسے کچھ لوگوں کے متعلق جن کو وہ اولیاء کہتے ہیں، اعتقاد رکھتے ہیں، حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں شرک ہے جو بتوں کی عبادت کے شرک سے زیادہ اور بڑا عظیم ہے۔ خلاصہ یہ کہ اموات شرعی زیارتِ احسان وترحم اور آخرت کی یاد اور اس کی تیاری کے لئے ہے، آپ زیارت قبور کے وقت یاد کریں کہ آپ بھی مرنے والے ہیں جس طرح کہ یہ حضرات فوت کر گئے، تاکہ آخرت کی تیاری کر سکیں اور اپنے مسلمان مردہ بھائیوں کے لئے دعائیں اور ان کے لئے اللہ سے رحمت ومغفرت کا سوال کریں، یہی وہ حکمت ہے جو زیارتِ قبر کی مشروعیت میں پوشیدہ ہے۔(مجموع الفتاوی و مقالات متنوعہ للشیخ ابن باز ۵/۱۰۵)

حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول: ''جب وہ زیارت کریں یا قبروں سے گذریں تو کیا کہیں'' اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ''ہمیں جنازہ کے پیچھے جانے سے منع کیا جاتا تھا لیکن سختی اور لازمی طور پر نہیں'' کے درمیان تطبیق۔

سوال:- فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے سوال کیا گیا: امام مسلم نے محمد بن قیس سے روایت کی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ''یارسول اللہ کیف اقول لھم ؟ قال علیہ الصلاۃ والسلام ''السلام علی اھل الدیار من المؤمنین والمسلمین و یرحم اللہ المتقد مین و المستاخرین وانا ان شاء اللہ بعدکم لاحقون'' ''اے اللہ کے رسول! میں (قبروں کی زیارت کے وقت) کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا بتائی ''السلام علی اھل الدیار'' الخ ''یعنی اے گھروں میں رہنے والے مومنو اور مسلمانو! تم پر اللہ کی سلامتی ہو، اللہ ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے اور ہم ان شاء اللہ تم سے ضرور ملاقات کرنے والے ہیں'' یہ حدیث اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی متفق علیہ روایت ''کنا ننھی عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا'''' ہمیں جنازے کے پیچھے لگنے سے منع کیا جاتا تھا لیکن ہم پر اس معاملہ میں سختی نہیں کی جاتی تھی'' کیا یہ اور اس کے علاوہ اور دوسری حدیثیں واضح طور پر عورتوں کے لئے جبکہ وہ اللہ کی حرام کردہ اشیاء کا ارتکاب نہ کرتی ہوں، قبروں کی زیارت کے جواز پر دلالت نہیں کرتیں؟ اور اگر ایسا نہیں ہے تو آپ محمد بن قیس کی حدیث کی کیا توجیہ کریں گے؟

جواب:- میں نے اپنے پہلے جواب میں اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے، اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کی طرف بھی اشارہ کیا ہے، چنانچہ میں نے کہا ہے کہ سنت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کا قبروں کی زیارت کے لئے نکلنا گناہ کبیرہ ہے، لیکن جب قبروں سے بلاقصد وارادہ گذرے اور وہاں رک کر سلام بھیج دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اسی توجیہ پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول کی جائے گی تاکہ سنتوں کے درمیان جمع وتطبیق ہو سکے اور تناقض وتعارض باقی نہ رہے، رہی ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ''نھینا عن اتباع الجنائز ولم یعزم علینا'''' ہم عورتیں جنازوں کے پیچھے جانے سے روک دی گئیں مگر اس معاملہ میں ہمیں سختی (تحریمی طور پر) منع نہ کیا گیا'' تو بہت سے اہلِ علم نے کہا ہے کہ اعتبار اس کی بیان کردہ روایت کا ہے ''نھینا عن اتباع الجنائز'''' ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کر دیا گیا'' رہا ام عطیہ کا یہ کہنا ''ولم یعزم علینا'''' ہمیں بطور عزیمت (سختی سے تحریمی طور پر) منع نہ کیا گیا''، تو یہ ان کا تفقہ ہے، ممکن ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بھی رہی ہو، لیکن جنازہ کی پیروی اور زیارت دو الگ چیزیں ہیں، کیونکہ اتباع جنائز میں ناپسندیدہ اور ممنوع چیزوں کا ارتکاب بعید ہے، اس لئے کہ جنازہ کے ساتھ مرد حضرات ہوتے ہیں جو غیر شرعی امور کے ارتکاب پر عورتوں کو منع کر سکتے ہیں برخلاف زیارت کے، (جہاں ان کو جزع وفزع اور نوحہ کرنے سے منع کرنے والے موجود نہیں ہوتے۔(احکام الجنائز للشیخ ابن عثیمین: ص:۴۸)

کیا میں اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت اور اس پر فاتحہ خوانی کر سکتی ہوں؟

سوال:- فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین سے سوال کیا گیا: کیا میں اپنے فوت شدہ بیٹے کی قبر کی زیارت کر سکتی ہوں، کیونکہ میں نے بعض لوگوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ والدہ (ماں) اگر سورج نکلنے سے پہلے قبر پر جائے اور آہ وبکا نہ کرے اور سورۂ فاتحہ پڑھے تو اس کے بیٹے کے لئے ماں کو دیکھنا ممکن ہوگا اور ان دونوں ماں بیٹے کے درمیان کی مسافت چھلنی کے سوراخوں جیسی ہوگی، مگر جب اس پر روئے گی تو اس سے پردہ کر دی جائے گی، اسکی کیا صحت ہے اور عورتوں کے لئے زیارت قبور کا کیا حکم ہے؟

جواب:- عورت کا یہ عمل جس کا تم نے ذکر کیا ہے کہ جب وہ اپنے بیٹے کی قبر کی زیارت جمعہ کے دن سورج نکلنے سے قبل کرے اور فاتحہ پڑھے اور نہ روئے تو اس کے لڑکے سے پردہ ہٹا دیا جائے گا تاکہ وہ اس کا دیدار کر لے، گویا وہ لڑکے کو چھلنی کے سوراخوں سے دیکھ رہی ہو، اس سلسلہ میں ہم کہتے ہیں کہ یہ قول باطل ہے، صحیح اور لائق اعتماد نہیں۔

رہا عورتوں کے کے لئے زیارتِ قبور کا حکم، تو اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے، بعض علماء نے مکروہ کہا ہے اور بعض نے مباح کہا ہے جبکہ وہ خلاف شرع حرکتوں سے پاک ہو، اور بعض علماء نے حرام کہا ہے، ہمارے نزدیک اہل علم کے ان اقوال میں صحیح اور راجح قول یہ ہے کہ عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت حرام ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے: ''لعن زائراتِ القبور والمتخذین علیھا المساجد والسرج'' ''یعنی قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اور ان پر سجدہ کرنے اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی'' اور لعنت کسی مباح یا مکروہ عمل پر نہیں کی جاتی، بلکہ لعنت حرام کام پر کی جاتی ہے۔ بلکہ اہل علم

کے نزدیک معروف ومشہور قاعدہ کا تقاضا ہے کہ عورتوں کی زیارت قبر کو کبیرہ گناہوں میں شامل کیا جائے کیونکہ اس پر لعنت وارد ہوئی ہے، اور جس گناہ پر لعنت کی گئی ہو تو وہ کبائر میں شمار ہوتا ہے، جیسا کہ بہت سے یا اکثر اہل علم کے نزدیک یہی اصل اور بنیادی قاعدہ ہے، بنابریں اس خاتون کو جس کا بچہ فوت کر گیا ہے، میری نصیحت ہے کہ وہ اپنے گھر ہی میں رہ کر بچہ کے لئے بکثرت دعا واستغفار کرے، اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی دعاؤں کو قبول کرلیا تو وہ بچہ کو نفع دے گا چاہے وہ اس کی قبر سے دور کیوں نہ رہے۔(فتاوی نور علی الدرب للشیخ عثیمین ۲۰ الطبعة الثانية جمع فائزہ أبو شیخة)

حدیث ''اللہ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی'' اور حدیث ''تم لوگ قبروں کی زیارت کرو'' کے مابین جمع وتطبیق

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے دریافت کیا گیا: میں نے ریڈیو پروگرام میں بعض علماء کو حدیث" لعن اللہ زائرات القبور" "پھر ایک دوسری حدیث"کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزروھا فانھا تذکرکم الآخرۃ" "یعنی میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، آگاہ رہو، (اب) ان کی زیارت کرو، کیونکہ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلائے گی" پڑھتے ہوئے سنا اور میں تا ہنوز حیران ومتردد ہوں، مجھے بتائیں کہ میں ان دونوں حدیثوں کے درمیان کس طرح جمع کروں؟

جواب:- عورتوں کے لئے قبرستان کی زیارت جائز نہیں ہے اور حدیث"کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور الا فزروھا" حدیث" لعن اللہ زائرات القبور" الخ کے لئے ناسخ نہیں ہے، بلکہ پہلی حدیث کا عموم دوسری حدیث سے مخصص ہے۔(یعنی زیارت قبور کے عمومی حکم سے عورتیں دوسری حدیث" لعن اللہ زائرات القبور" کے سبب مستثنیٰ ہیں) اسی طرح ان دونوں حدیثوں کے درمیان جمع وتطبیق کی جائے گی، اور اس بنا پر قبروں کی زیارت مردوں کے لئے مشروع ہوگی، لیکن عورتوں کے لئے مشروع اور جائز نہ ہوگی۔ یہی علماء کے دو اقوال میں سے صحیح قول ہے۔(مجلة البحوث الإسلامیہ : ج۲۷، ص۳۶)

عورتوں کے لئے قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

کیا عورتوں کو قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے منع کیا جائے گا؟

سوال:- سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم سے سوال کیا گیا: کیا عورتیں قبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی روک دی جائیں گی؟

جواب:- اس مسئلہ میں صحیح قول یہ ہے کہ عورتیں قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے دو وجہوں سے روک دی جائیں گی:

پہلی وجہ:- منع کی دلیلیں عام ہیں، اور نہی جب عام ہو تو کسی کے حق میں اس کی تخصیص بلا دلیل جائز نہ ہوگی۔ پھر علتِ منع یہاں موجود ہے، قبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ خاص چیزیں بھی ثابت ہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی قبر پر بار بار پلٹنے سے منع فرمانا اور اللہ سے آپ کا دعا کرنا"اللھم لا تجعل قبري وثنا یُعبد" "یعنی اے اللہ! میری قبر کو صنم نہ بنانا کہ اس کی پرستش کی جائے"، اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کی قبر کو محفوظ فرمایا اور اس کی حفاظت وصیانت کے ایسے اسباب مہیا فرمائے جن کے ذریعے جہلاء اور سنت کی خوشبو سے محروم لوگوں کو خلافِ شرع حرکتیں کرنے سے روک دیا جائے۔

پہلا سبب:- فی الواقع آپ ایک محفوظ اور بند جگہ دفن کئے گئے اور اس کے بعد اس جگہ کا دروازہ بند کر دیا گیا پھر اس کے بعد کچھ چیزیں مثلاً جالیاں اور دیواریں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور آپ کی قبر کے احترام وتقدس کو باقی رکھنے کے لئے بنائی گئیں تا کہ کوئی شخص ان گندے شرکیہ عملوں کو انجام نہ دے سکے جن کے مٹانے اور ختم کرنے کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی۔

اسی کے ساتھ ایک دوسری چیز قابل غور ہے اور وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت مأمور ہے نہ مقدور، کیونکہ کوئی خاص حکم قبر شریف کی زیارت کے سلسلے میں وارد نہیں ہے، اور نہ ہی صحابہ کرام کا طرز عمل اس پر دلالت کرتا ہے۔ ابن عمر سنت کے شیدائی ہونے کے باوجود زیارت قبر کے لئے حاضری نہ دیتے تھے۔ جب کسی سفر پر نکلنے کا ارادہ کرتے یا سفر سے واپس لوٹتے تو زیارت کرتے، اور جب تک مدینہ میں رہتے مسجد میں داخل ہوتے وقت صلاۃ وسلام پر اکتفا کرتے۔ آج بہت سے جہلاء جو کچھ کیا کرتے ہیں وہ دراصل آپ کی قبر کو"عید" یعنی بار بار پلٹنے کی جگہ بناتے ہیں (جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے) لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت بقیہ لوگوں کی قبروں کی زیارت کی طرح مأمور شئی نہیں ہے، اور نہ ہی وہ طاقت واختیار میں ہے (کیونکہ قبر شریف دیواروں اور جالیوں سے گھیر دی گئی ہے اور قبر تک پہنچنا ممکن

نہیں ہے)اگرکوئی یہ کہے کہ پھرعورتوں کے لئے اجازت کیوں نہیں ہے۔تو جواب میں کہاجائے گا کہ عورتیں اس کوزیارت قبرہی سمجھتی ہیں،اوراگراس پراعتراض کیاجائے کہ وہ زیارت کا اعتقادنہیں رکھتیں تو جواباً کہاجائے گا کہ ظاہری طورپر(یعنی عرف عام میں)وہ زائرات ہی کہلاتی ہیں۔(فتاوی ورسائل الشیخ محمد بن ابراهيم ٣/٢٣٩)

عام طورپرعورتوں کے لئے قبرستان کی زیارت کاحکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے سوال کیا گیا:عورتوں کے لئے قبررسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا کیاحکم ہے،اورعمومی طورپرقبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں کا کیاحکم ہے؟دلیل کے ساتھ ذکرفرمائیں۔

جواب:- عورتوں کے لئے قبروں کی زیارت حرام ہے بلکہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے،کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پرلعنت فرمائی ہے،اوراس لئے بھی کہ عورت کمزورعقل ،ذکی الحس اورجذباتی ہوتی ہے،نیزعورت جب قبرکی زیارت کرے گی تواپنے جذبات اورنرم رویہ کے سبب ممکن ہے کثرت سے زیارت کرنے لگےاس طرح قبرستان عورتوں سے بھرجائے گااوراہل خباثت اورفسق وفجورکے دلدادوں کے لئےعیش کوشی کامقام بن جائے گا،وہ قبرستان میں عورتوں کی گھات میں لگے ہوں گےاورعام طورسےقبرستان آبادی سے دورہوتا ہےتوایسی صورت میں بڑے شراورعظیم فتنے رونما ہوں گے ،البتہ اگرعورت غیرارادی طورپرقبرستان سے گذرےاورٹھہرکرمشروع سلام بھیجےتواس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

رہاعورتوں کارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرکی زیارت کرنا،تو جوبات ظاہراورصحیح معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ زیارت بھی عام ممانعت کے اندرداخل ہے،لہٰذاعورت قبررسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کرے۔بعض علماء نے کہاہے کہ زیارت کرسکتی ہے،کیونکہ قبررسول دوسری قبروں کی طرح کھلی جگہ پرنہیں ہے بلکہ وہ تین دیواروں سے گھری ہوئی ہے،پس جب وہ زیارت کرے گی تو فی الحقیقت وہ زیارت نہ ہوگی بلکہ قبرکےاردگردکھڑی ہوگی،لیکن ظاہریہی ہے کہ عرفِ عام میں اس کوبھی زیارت سمجھا جاتا ہے،عورت کے لئے نمازمیں(تحیات)"السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته" پڑھ لیناکافی ہے،اس کا یہ سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوپہنچادیاجائے گا،اوروہ اس طرح ثواب کی مستحق ہوجائے گی۔(دروس وفتاوى الحرم المكى للشيخ ابن عثيمين ٣/٢٣٨، باختصار)

دفن کرتے وقت قبرکوپردہ سے ڈھک دینا

دفن کے وقت غلاف اورپردہ لگاکرقبرکوڈھک دینے کاحکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے سوال کیا گیا:عورت کوقبرمیں اتارتے وقت اس کی قبرکوڈھکنے کاکیاحکم ہےاوراس کی مدت کیاہے؟

جواب:- اہل علم نے ذکرفرمایاہے کہ جب عورت قبرمیں ڈالی جائےتواس کی قبرکوڈھک دیاجائےجا،تاکہ اس کے جسم کےعلامات ونشانات ظاہراورنمایاں نہ ہوں۔لیکن یہ حکم وجوبی نہیں ہےاوریہ پردہ پوشی قبرپرکچی اینٹ لگانے تک ہوگی(یعنی جب قبرکچی اینٹ وغیرہ سے پاٹ دی جائےتوپردہ ہٹادیاجائے)۔(احكام الجنائز للشيخ ابن عثيمين ،(٢٥)

عورت کوقبرمیں اتارتے وقت عباء سے پردہ کرنے کاحکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین سے سوال کیا گیا:بعض آدمی عورت کوقبرمیں اتارتے وقت عباء سے پردہ کردیتے ہیں تاکہ لوگ اس کونہ دیکھ سکیں،اس کا کیاحکم ہے؟

جواب:- علماءنے ایسا کیاہےاوراس کومستحب گرداناہے،چنانچہ انہوں نے کہاہے کہ اس عورت کے لئے زیادہ پردہ پوشی ہے،کیونکہ اس کے بغیرجب قبرمیں اتاری جائے گی توممکن ہے کہ جسم کا کوئی حصہ کھل جائے ،لیکن ہمارے یہاں عنیزہ میں لوگ عورت کواسی عباء میں قبرمیں اتارتے ہیں جس میں وہ لپیٹی گئی ہوتی ہے،پھرآہستہ آہستہ اورجیسے جیسے کچی اینٹ سے قبرکوبندکرتے جاتے ہیں اس عباءکونکالتے جاتے ہیں،اس طرح پردہ ہوجاتاہے۔(فتاوى التعزية للشيخ ابن عثيمين ،(ص٢٧)

غیرمحرم کے ذریعہ عورت کی تدفین

غیرمحرم کے ذریعہ عورت کی تدفین کاحکم

سوال:- سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم سے سوال کیا گیا: کیا اجنبی شخص کا عورت کو قبر میں اتارنا اور اس کے کفن کی گرہوں کا کھولنا جائز ہے؟ اور اگر وہاں محرم موجود ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب:- عورت کا محرم سے اپنی حاجتیں ذکر کرنے کے دوران یہ کہنا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھ کو قبر میں کون اتارے گا اور گرہیں کھولے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اجنبی کے ذریعہ عورت کو اس کی قبر میں اتارنے اور اس کے کفن کی گرہیں کھولنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر چہ وہاں محرم موجود ہوں۔(فتاوی الشیخ محمد بن ابراهيم ١٩٦/٣)

مرد کا اپنی بیوی کو قبر میں داخل کرنا

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے سوال کیا گیا؛ میں اور میرے والد میری بیوی کے انتقال کے بعد حاضر ہوئے، مگر ہم اس کے جنازہ میں شریک ہوئے اور اس کی تدفین میں مددگار بھی بنے، میں اور میرا لڑکا اور میری بیوی کا ایک چچازاد بھائی ہم سب نے مل کر اس کو قبر میں اتارا۔ میں نے بعض آدمیوں سے سنا ہے کہ مجھے اس کو قبر میں اتارنے کا کوئی حق نہیں ہے، اس قول کی صحت اور عدم صحت کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، اگر مذکورہ بات صحیح ہے تو کیا کوئی کفارہ یا کوئی دوسرا عمل مجھ پر لازم ہے؟

جواب:- تمہارا اپنی بیوی کو قبر میں داخل کرنا جائز ہے، اور جس نے یہ کہا ہے کہ تمہیں اس کا حق نہیں ہے وہ غلطی پر ہے۔ اور تم پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہے بلکہ تم انشاءاللہ اجر وثواب کے مستحق ہو۔(فتاوى اللجنة الدائمة (ج٨ص٣٦٨)فتوى نمبر:٣٣٤٠)

کیا عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے محرم کی شرط لگائی جائے گی؟

سوال:- سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز سے سوال کیا گیا: میرا پاؤں کٹا ہوا ہے، میری بیوی ایک مرض میں مبتلا ہوئی اور مملکت (سعودی عرب) کے ایک اسپتال میں داخل کی گئی میں اس کے ہمراہ تھا، یہاں تک کہ وہ فوت کر گئی، پھر انتقال کے بعد ہاسپٹل کی ایمبولنس کے ذریعہ قبرستان میں لائی گئی۔ ہاسپٹل کے بعض کارندے میرے ساتھ تھے۔ اور جب قبر میں اتارنے کا وقت آیا تو اسے ان ہی اجنبی مردوں نے اتارا میں اپنے پاؤں کے سبب اس کو اتارنے سے عاجز رہا، مجھے اس معاملہ میں حیرانگی ہے۔ کیا اس میں مجھ پر کوئی گناہ ہے اور کیا اجنبی مردوں کے لئے عورت کو قبر میں اتارنے میں کوئی حرج ہے؟ مجھے جواب سے نوازیں۔

جواب:- عورت کو اس کی قبر میں اتارنے میں اجنبیوں کے لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ عورت کے لئے سفر میں محرم کی معیت کی شرط ہے، قبر میں اتارنے میں نہیں۔(كتاب فتاوى الدعوة للشيخ ابن باز ١٠٤/٢)

دفن کے بعد عورت کی قبر پر دو پتھر رکھ دینا

عورت کی قبر پر دفن کے بعد دو پتھر رکھ دینے کا حکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے سوال کیا گیا: آپ کی اس شخص کے متعلق کیا رائے ہے جو مردوں کی قبر پر دو پتھر اور عورت کی قبر پر ایک پتھر رکھتا ہے۔ کیا یہ تفریق مشروع ہے؟

جواب:- یہ تفریق مشروع نہیں ہے، علماء نے کہا ہے کہ ایک پتھر یا دو پتھر، ایک اینٹ یا دو اینٹ قبر پر بطور علامت رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، تا کہ قبر کا پتہ چلے اور دوبارہ نہ کھودی جائے لیکن اس سلسلہ میں مرد وزن کے درمیان تفریق کرنا بے بنیاد ہے۔(فتاوى التعزية للشيخ ابن عثيمين:ص:٣٠)

مردوں کے قبرستان میں عورت کی تدفین

مردوں کے قبرستان میں عورت کی تدفین کا حکم

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے دریافت کیا گیا: میری والدہ کہتی ہے کہ اس کی ایک لڑکی مر گئی اور وہ اس کی وفات کے وقت موجود نہ تھی۔ لوگوں نے اس کو ایک ایسے قبرستان میں دفن کر دیا جس میں پہلے سے کوئی عورت مدفون نہ تھی۔ وہاں تمام قبریں مردوں کی ہیں۔ تو کیا اس کی بیٹی کا مردوں کے ساتھ دفن کیا جانا صحیح ہے یا اس کا منتقل کرنا جائز ہے؟ ہمیں جواب سے نوازیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے گا۔

جواب:- عورتوں کا مردوں کی قبرستان میں دفنانا جائز ہے،اوراس کے برعکس بھی،بشرطیکہ ہرمیت کے لئے الگ الگ قبر ہو۔(فتاوی اللجنة الدائمة للإفتاء ج ٨ ص ٤٣٧ فتوی نمبر :١٢٥٩٢)

جنازہ کے احکام

حمل نکالنے کے لئے پیٹ چاک کرنا

سوال:- فضیلة الشیخ عبدالرحمٰن السعدی سے سوال کیا گیا کیا مردہ عورت کا پیٹ زندہ حمل نکالنے کے لئے چاک کیا جاسکتا ہے؟

جواب:- مصلحت اورعدم مفسدت کی خاطر جائز ہے یہ مثلہ نہ ہوگا۔مجھ سے ایک عورت کے متعلق پوچھا گیا،جومرگئی اوراس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہوتو کیااس کا پیٹ چاک کر بچہ نکالا جائے گا یانہیں؟ تو میں نے جواب دیا کہ اصحاب حنابلہ رحمہم اللہ..........معلوم ہے کہ اگر حاملہ مرجائے اوراس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہوتو پیٹ چاک کرنا حرام ہے۔البتہ عورتیں علاج ومعالجہ اور ہاتھ ڈال کر پیٹ کے بچے کواگراس کی زندگی کی امید ہوتو نکال لیں۔اوراگر یہ مشکل ہوتو عورت اس وقت تک دفن نہ کی جائے جب تک پیٹ کا بچہ مرنہ جائے۔اوراگر بچہ کا جسم کا بعض حصہ زندہ نکل جائے تو بقیہ حصوں کونکالنے کے لئے چاک کیا جائے،فقہاء کا یہ قول اس بناپر ہے کہ پیٹ چاک کرنا مردہ عورت کا مثلہ ہےاور''اصل (بنیادی شرعی قاعدہ) ہے کہ میت کا مثلہ کرنا حرام ہے مگر یہ کہ کوئی قوی اور متحقق مصلحت متعارض ہویعنی جب بچہ کا بعض حصہ زندہ نکل آئے تو بقیہ حصوں کے لئے پیٹ چاک کیا جائے،کیونکہ اس میں بچہ کی مصلحت ہے،اوراگراس کواس حالت میں چاک کرکے نہ نکالا گیا تو بچہ کی موت ہوجائے گی جوایک بڑی مفسدت ہے،اورزندہ بمقابلہ مردہ رعایت ونگہداشت کا زیادہ مستحق ہے۔لیکن اس زمانہ میں فنِ جراحت ترقی کرگیا ہےاوراب پیٹ یاکسی حصہ کا چاک کرنا مثلہ شمارنہیں ہوتا۔ایسا آپریشن زندوں کاان کی اجازت کے بعد مختلف طریقۂ علاج کے ذریعہ کیا جاتا ہے،لہٰذا گمان غالب یہ ہے کہ اگر فقہاء کرام اس (موجودہ) حالت کا مشاہدہ کرلیتے تو مردہ عورت کے پیٹ کو چاک کرکے زندہ بچہ نکالنے کا حکم جواز صادر فرماتے اور خاص کر جب حمل کی مدت ختم ہوگئی ہواور جان لیا گیا ہو یا غالب گمان ہو کہ بچہ سلامت ہے،جیسا کہ فقہاء کی بیان کردہ علت اس پر دلالت کرتی ہے۔نیز پیٹ چاک کرنے اورزندہ بچہ نکالنے کے جواز پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ جب مصالح اور مفاسد متعارض ہوں تو دو مصلحتوں میں سے اعلیٰ وارفع مصلحت کو ترجیح دی جائے گی اورآسان ومعمولی مفسدت کوقبول کرلیا جائے گا اس کواس طرح سمجھنا چاہیے کہ پیٹ کا چاک نہ کرنا ایک مصلحت ہےاور بچہ کی سلامتی اوراس کا بقید حیات رہنا پیٹ کی سلامتی کے مقابلہ میں بڑی مصلحت ہے۔نیز پیٹ کا چاک کرنا ایک مفسدت ہےاورزندہ بچہ کوماں کے پیٹ میں دم گھٹ کر مرنے کے لئے چھوڑ دینا اس سے بڑی مفسدت ہے۔لہٰذا پیٹ کا چاک کیا جانا دومفسدتوں میں سے ہلکے درجہ کی مفسدت ہے۔پھرہم اگلی بات کی طرف پلٹتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں پیٹ چاک کرنے کولوگ ''مثلہ''نہیں سمجھتے اور نہ فساد وبگاڑ جانتے ہیں۔لہٰذا سرے سے کوئی چیز بچہ کو نکالنے سے معارض نہ رہی۔واللہ اعلم۔

(المجموعة الكاملة للشيخ عبدالرحمن السعدى١٣٦/٧)

مرد کا عورت کواورعورت کا مرد کو غسل دینا

بیوی کا اپنے شوہر کو غسل دینا

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے دریافت کیا گیا:عورت کے لئے اپنے شوہر کو جب وہ فوت کرجاتے دیکھنا حلال ہے یا حرام؟اورکیا اس کے لئے اپنے شوہر کو غسل دینا جب کہ دوسرا کوئی غسل دینے والا نہ ہو،جائز ہے؟

جواب:- شوہر جب وفات پاجائے تو عورت کے لئے اپنے شوہر کو دیکھنا اوراس کو غسل دینا صحیح قول کے مطابق جائز ہے۔میاں بیوی میں سے ہرایک کوایک دوسرے کی موت کے بعد غسل دینے کے سلسلہ میں اہل علم کا راجح قول یہی ہے کہ غسل دے سکتا ہے۔چاہے وہاں ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگ موجود ہوں۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:" لو استقبلنا من امرنا ما استدبرنا ما غسل رسول الله صلى الله عليه وسلم الا نساءهُ "(ابوداؤد) ''یعنی اگرہم اپنے معاملہ کو جوبعد میں جانا پہلے جان لیتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوان کی بیویاں ہی غسل دلاتیں'' نیز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی بیوی اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ہی غسل دلائیں گی چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور ابوموسیٰ کوان کی بیوی ام عبداللہ نے غسل دیا،اور یہ بھی جائز ہے کہ مرد اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل دے۔یہی اہل علم کا صحیح قول ہے۔ابن المنذر نے روایت کی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وفات کے بعد غسل دیا اور یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان مشہور ہوا مگر کسی نے ان پرانکار نہیں کیا گویا یہ اجماع ہوا۔

(فتاوی اللجنة الدائمة (ج٣ص٣٦٧) فتویٰ نمبر : ٢٢٧٣)

وفات یافتہ عورت کو غسل دلانے کا زیادہ اختیار کون ہے؟

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے دریافت کیا گیا: ایک سائل عرض ہے: وفات یافتہ عورت کو غسل دلانے کا ترتیب وار زیادہ حق دار کون ہے؟ اور کیا جائز ہے کہ کافر شخص مسلمان عورت کو غسل دلائے؟ وفات شدہ عورت کو قبر میں اتارنے کے سلسلہ میں کیا یہ شرط لگائی جائے کہ عورت کے رشتہ دار ہی اسے اتاریں یا کسی بھی شخص کے لئے اس ذمہ داری کو ادا کرنا درست ہوگا؟ کچھ لوگ جو قبرستان میں کام کرتے ہیں، یہ ذمہ داری انجام دیتے ہیں، کیا ان کے لئے وفات یافتہ عورت کو قبر میں داخل کرنا جائز ہے؟

جواب:- عورت کو غسل دلانے کا کام جو اس کی سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوگی انجام دے گی، اس کے بعد جو رشتہ میں قریب ہوگی، بشرطیکہ وہ اس ذمہ داری کو اچھی طرح انجام دے سکتی ہو، ویسے کوئی بھی مسلمان عورت جو اچھی طرح غسل دلا سکتی ہو، اس کے لئے غسل دلانا جائز ہے، خواہ وہ اس کی رشتہ دار ہو یا نہ ہو، اسی طرح شوہر کے لئے بیوی کو غسل دلانا جائز ہے جس طرح عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے شوہر متوفی کو غسل دلائے۔

رہا کافر کا مسلمان عورت کو غسل دلانا تو یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ میت کو غسل دلانا عبادت ہے اور کافر کی عبادت صحیح نہیں ہوتی۔

سوال کا تیسرا جزء یعنی عورت کو قبر میں کون اتارے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان شخص جو اچھی طرح اس کام کو انجام دے سکتا ہو اگرچہ وہ اس کا محرم نہ ہو، قبر میں اتار سکتا ہے۔ (المجموعة الكاملة للشيخ عبدالرحمن السعدي ۱۳۶/۷)

حائضہ عورت کا میت کا غسل دلانا

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے دریافت کیا گیا: کیا حائضہ کے لئے جائز ہے کہ میت کو غسل دلائے اور کفن پہنانے کی ذمہ داری انجام دے؟

جواب:- حائضہ عورت کے لئے عورتوں کو غسل دلانا اور ان کو کفنانا جائز ہے۔ اور اس کے لئے مردوں میں سے صرف اپنے شوہر کو غسل دلانا جائز ہے۔ حیض، جنازہ کو غسل دلانے سے مانع اور حارج نہ ہوگا۔ (فتاوى اللجنة الدائمة (ج۸، ص۳۶۹) فتوى نمبر: ۶۱۹۳)

مردوں کا عورتوں کو غسل دلانا

سوال:- فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان نے مردوں کے ذریعہ عورتوں کو غسل دلانے سے متعلق فرمایا:

جواب:- واجب ہے کہ وفات یافتہ عورت کو غسل دلانے کا کام عورتیں انجام دیں، مردوں کے جائز نہیں ہے کہ وہ اسے غسل دلائیں، البتہ شوہر کے لئے بیوی کو غسل دلانا جائز ہے اور اگر میت مرد ہو تو اس کو مرد غسل دلائیں، عورتوں کے لئے اس کو غسل دلانا جائز نہیں ہے۔ صرف بیوی کے لئے درست ہے کہ وہ اپنے شوہر کی میت کو غسل دے، کیونکہ علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو غسل دلایا ہے۔ (التنبيهات للشيخ الفوزان: ص۳۳)

میت پر نوحہ خوانی

تعزیت کے وقت چیخ و پکار کرنے اور چلّا کر رونے کا حکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے سوال کیا گیا: بعض عورتیں جب اہل میت کے پاس ان کی تعزیت کے لئے آتی ہیں تو سب سے پہلے وہ روتی اور چلاتی ہیں اور تمام حاضرین کو رلاتی ہیں کیا یہ نوحہ میں شمار کیا جائے گا؟

جواب:- ہاں، بلاشبہ یہ نوحہ ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور سننے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے، لہٰذا تعزیت کے لئے آنے والی عورت کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے، اور نہ میت کے گھر والوں کے لئے جائز ہے کہ اس کو ایسا کرنے دیں، بلکہ ان پر واجب ہے کہ اگر وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے تو اس کو گھر سے نکال دیں۔

(فتاوى التعزية للشيخ ابن عثيمين: ص۳۷)

میت پر نوحہ کرنے کا حکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان نے میت پر نوحہ خوانی سے متعلق فرمایا:

جواب:- میت پر نوحہ کرنا حرام ہے، نوحہ، میت کی خوبیوں کو چلاّ چلاّ کر بیان کرنا، کپڑے پھاڑنا، گالوں پر طمانچے مارنا، بال نوچنا، چہرہ سیاہ کرنا، میت کے غم میں چہرہ نچھوڑنا اور واویلا مچانا وغیرہ حرکت کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر جزع وفزع کرنے اور صبر نہ کرنے پر دلالت کرتا ہے، اور یہ حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ صحیحین میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ليس منا من لطم الخدود و شق الجيوب و دعا بدعوى الجاهلية" ''جس نے گالوں پر طمانچہ رسید کیا، گریبانوں کو چاک کیا اور جاہلیت کی پکار پکاری، وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چلاّ کر رونے والی، بال منڈوانے والی اور کپڑے پھاڑنے والی عورت سے اپنی برأت کا اظہار فرمایا ہے ''صالقۃ'' وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت چلاّ کر روتی ہے اور ''حالقۃ'' وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت اپنا بال منڈوالیتی ہے۔ اور ''شاقۃ'' وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑتی ہے، اور صحیح مسلم میں حدیث ہے "لعن النائحة و المستمعة" ''یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے اور اسے پسند کرنے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے''۔

اے دینی بہن! تم پر واجب ہے کہ مصیبت کے وقت اس حرام عمل سے اجتناب کرو اور صبر اور ثواب طلبی کو لازم جانو تا کہ مصیبت تمہارے حق میں تمہارے گناہوں کا کفارہ اور ثواب میں زیادتی کا ذریعہ بن جائے، ہاں ایسا رونا جس میں نوحہ نہ ہو اور افعال محرّمہ کا ارتکاب اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اس کی لکھی تقدیر پر ناراضگی کا اظہار نہ ہو جائز ہے۔ واللہ المستعان۔ (التنبيهات للشيخ الفوزان ص: ٣٤)

عورت کے کفن پر لوہا رکھنا

عورت کے کفن پر لوہا رکھنے کا حکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے پوچھا گیا: عورت کی نعش پر اس کی جسمانی علامتوں اور نشانات کو چھپانے کی نیت سے لوہا رکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ایسا کرنے میں اس کے لئے زیادہ پردہ پوشی ہے۔ (فتاوی للتعزية للشيخ ابن عثيمين ص: ٣٦)

نماز جنازہ

عورت کا نماز جنازہ میں شریک ہونا

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے سوال کیا گیا: کیا عورت کے لئے نماز جنازہ میں مردوں کے ساتھ شرکت کرنی جائز ہے؟

جواب:- وہ عبادات جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت میں مشروع فرمایا ہے ان کی ''اصل'' یہ ہے کہ وہ عمومی طور پر مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے مشروع ہیں۔ یہاں تک کہ کسی ایک کے ساتھ ان کے مخصوص ہونے کی دلیل ثابت ہو، اور نماز جنازہ ان عبادتوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم مشروع فرمایا ہے۔ لہٰذا شریعت کا خطاب مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہوگا، البتہ عورتیں اپنی صفیں مردوں کے پیچھے لگائیں گی۔ علاوہ ازیں یہ بھی ثابت ہے کہ عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ اسی طرح ادا کی جس طرح مردوں نے ادا کی، لیکن عورتیں جنازہ کے پیچھے دفن کے لئے نہ جائیں گی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع فرمایا ہے۔ (فتاوى اللجنة الدائمة (ج٨، ص ٢١٥-٢١٦) فتوى نمبر: ١٧٥٢۔

عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز جنازہ میں کھڑا ہونا

سوال:- افتاء کی دائمی کمیٹی سے دریافت کیا گیا: کیا عورت کے لئے جائز ہے کہ مردوں کے ساتھ نماز جنازہ میں کھڑی ہو؟

جواب:- عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ نماز جنازہ یا دیگر نمازوں میں مردوں کے ساتھ کھڑی ہو۔ عورت کے لئے نماز جنازہ مشروع ہے اور وہ مردوں کے پیچھے صف لگائے گی جیسا کہ دوسری نمازوں میں

عورتیں مردوں کی موجودگی میں پیچھے صف لگاتی ہیں۔(فتاوی للتعزیة للشیخ ابن عثیمین ص:۳٦)

عورت کے جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو؟

سوال:- فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین سے سوال کیا گیا: مردوں، عورتوں اور بچوں کے جنازہ میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ کیا ہے؟

جواب:- امام مرد کے سر اور عورت کے بیچ (کمر کے سیدھ) میں کھڑا ہو، خواہ جنازہ بڑے کا ہو یا چھوٹے کا چھوٹا بچہ اگر مذکر ہو تو امام اس کے سر کے پاس اور اگر لڑکی ہو تو اس کے کمر کے پاس کھڑا ہوگا۔(فتاوی اللجنة الدائمة (ج۸،ص٤١٦)فتوی نمبر:۱۷۵۲۔

نماز جنازہ سے قبل میت کے نام کے اعلان کا حکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ ابن عثیمین سے سوال کیا گیا: میت خواہ مرد ہو یا عورت اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے قبل اس کے نام کے اعلان کا کیا حکم ہے، خاص کر جب مجمع بڑا ہو؟

جواب:- اس میں کوئی حرج نہیں تاکہ لوگ مذکر کے جنازہ میں تذکیر کے صیغہ سے اور مؤنث کے جنازے میں تانیث کے صیغے سے دعا کریں، اور اگر نام کا اعلان بھی نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔شرکاء جنازہ میں سے جو لوگ میت کی جنس نہیں جانتے وہ میت پر نماز کی نیت کر لیں گے، یعنی وہ میت جوان کے سامنے ہے اور ان کے لئے نماز کافی ہوگی۔واللہ اعلم۔(ایضا : فتویٰ نمبر:۷۹۱٦)

جنازہ کے پیچھے جانا

عورتوں کے لئے جنازہ کے پیچھے جانے کا حکم

سوال:- فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان نے عورتوں کے جنازہ کے پیچھے جانے سے متعلق فرمایا:

جواب:- ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا "نهينا عن اتباع الجنائز ولم يعزم علينا" "ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کر دیا گیا اور اس میں ہم پر سختی نہ کی گئی" حدیث میں نہی وارد ہے اور ظاہراً یہ تحریم پر دلالت کرتی ہے، رہا ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا قول " ولم يعزم علينا" تو اس کے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مجموع فتاوی میں فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس جملہ سے ام عطیہ کی مراد یہ ہو کہ عورتوں کو تاکیداً منع نہیں کیا گیا، لیکن عدم تاکید حرمت کی نفی نہیں کرتی، نیز ممکن ہے کہ انہوں نے گمان کیا ہو کہ یہ نہی تحریمی نہیں ہے، تو ایسی صورت میں حجت اور دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں ہے نہ کہ دوسرے کے قول میں۔(التنبيهات للشيخ الفوزان:ص۳۳)

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان